رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

شرح چندہ پیشگی

سالانہ ؏ ششماہی ؏ سہ ماہی ؏

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ؏

جلد ۲۵ | مورخہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ جنوری آج ساڑھے دس بجے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے۔ حضور نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کھانسی اور گلے میں تکلیف کی شکایت ہے۔

آج عبدالرحمٰن صاحب صدیقی ابن حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اور دعا کی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر تمام دنیا ایک طرف ہو۔ اور مومن دوسری طرف تو فتح مومن کو ہی حاصل ہوتی ہے

"خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ سب سے زیادہ رحمت مومن پر ہی کرتا ہے۔ اور ہر ایک مصیبت کے وقت اسے سنبھالتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر تمام دنیا ایک طرف ہو۔ اور مومن ایک طرف۔ تو فتح مومن ہی کو دیتا ہے۔ اور اس کی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔ دشمن کہتا ہے۔ کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ اور ناپدید ہو جائے۔ پر وہ دشمن کو ہی ہلاک کرتا ہے۔ اور اس کی بددعائیں اسی کے سر پر مارتا ہے۔ پر مومن کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ اور اس کی دعاؤں کو قبول کر کے وہ خوارق دکھلاتا ہے جن سے دنیا حیران ہو جاتی ہے۔ کرامت کیا چیز ہے؟ مومن کی دعا جو قبول ہو کر ایک نہایت مشکل اور بعید از عقل کام کو پورا کر دیتی ہے۔ اور تمام خلقت کو ایک حیرت میں ڈالتی ہے۔ پھر کیونکر کہا جائے۔ کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ نادان ہے۔ وہ شخص جو ایسا خیال کرتا ہے۔ بے وقوف ہے۔ وہ فلسفی جو ایسا سمجھتا ہے۔ یہ دعوے بے دلیل نہیں۔ اس پر میرے پاس کھلے کھلے دلائل اور نہایت روشن براہین ہیں۔ پر جو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھتا ہے۔ تا آفتاب نظر نہ آئے۔ وہ کیونکر روشنی کو دیکھ سکتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵)

یوپی کا اسمبلی الیکشن اور احمدی

جملہ جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی۔ کی اطلاع کیلئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اگریکچرل پارٹی کے حق میں ووٹ دیں۔

(ناظر امور خارجہ)

مقدمہ قبرستان کی سماعت

بٹالہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء مقدمہ کی آج پھر سماعت ہوئی۔ ملزمین کی طرف سے جناب مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر و جناب شیخ ارشد علی صاحب پلیڈر موجود تھے۔ آج آٹھ گواہان صفائی کی شہادتیں ہوئیں۔ اور مقدمہ ۵۔۶۔ اور ۹ فروری ۱۹۳۷ء کے لئے ملتوی ہو گیا۔ امید ہے۔ کہ ان تاریخوں میں شہادت صفائی ختم ہو جائیگی۔ اور جلد ہی بحث کیلئے تاریخ مقرر ہو کر فیصلہ ہو جائیگا آج دو درخواستیں بھی پیش کی گئیں۔ جن میں سے ایک یعنی بعض مسلوں کی طلبی والی تو نامنظور ہو گئی۔ اور دوسری۔ جس میں بعض گواہوں کو طلب کیا گیا ہے۔ وہ سوائے مسٹر ہیٹ سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کی طلبی کے منظور ہو گئی۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(۱) سال سوم کی تحریکِ جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرائض کو ادا کر دیا؟

(۲) تحریکِ جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا بسوائے ان ممالک کے جن کو مستثنٰے کیا گیا ہے ؂

(۳) مومن کی علامت یہ ہے کہ سابق بالخیرات ہوتا ہے پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدے سے اطلاع دے دیں۔ بلکہ جس قدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں ؂

(۴) تحریکِ جدید کا وعدہ پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے ۳۱ دسمبر ہے۔ لیکن جو شخص جس قدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے سوائے اسکے جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معذور ہے

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے ؂

(۶) بیشک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیے

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شامل ہونے کی تحریک کریں۔ جو آپکی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہوں گے ؂

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا۔ اور رحمت کا وارث ہو گیا ؂

(۱۰) تحریکِ جدید سال دوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو ان کو بھی فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؂

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

پنجاب اسمبلی الیکشن اور احمدی

جماعت ہائے احمدیہ پنجاب جن کو یہ موقع نہیں ملا ہے۔ کہ وہ مرکز سے مشورہ کر سکیں۔ ان کے لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ جو امیدوار مجلس اتحاد کا ہو۔ اسے ووٹ دیں۔ جن جن جماعتوں کو مشورے پہلے دئے جا چکے ہیں۔ وہ بموجب مشورہ مرکزی پر عمل کریں۔ ناظر امور خارجہ

درخواستہائے دعا

ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تا حال بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں۔ گو سب بقہ حالت سے کسی قدر افاقہ ہے۔ ملک حبیب حسن صاحب قادیان کی بھانجی بعارضہ بخار بیمار ہے۔ شیخ عباد اللہ صاحب پلیڈر دہوری کی ہمشیرہ بیمار ہے۔ منشی محمد اللہ داد صاحب قادیان کا پوتا عبدالرشید بعارضہ بخار و خسرہ بیمار ہے۔ نیز ان کے بھائی اور بھاوجہ بیمار ہیں۔ ان سب کیلئے دعائے صحت کی جائے۔

تبلیغی خطوط لکھنے کیلئے بہترین پیڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

جرمنی کی جنگ کیلئے تیاریاں

مسٹر جی۔ ایچ مارگن نے جو ان دنوں ایوانِ والیان ریاست ہند کے مشیر کے طور پر ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں اور جو جنگ عظیم کے دوران میں حکومت برطانیہ کی بہت سی آئینی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ جرمنی کی حربی طیاریوں پر دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیان کیا کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جرمنی نے باوجودیکہ ۱۹۲۰ء کے پہلے چھ ماہ میں اپنے آپ کو غیر مسلح کرنے کا عہد کیا تھا کبھی ایسا کیا ہو۔ سات سال تک اتحادی ممالک کے کمیشن نگرانی کی سخت مخالفت کی گئی۔ اس کے بعد معاہدۂ لوکارنو پر جرمنی کے دستخط ثبت کرنے کے بدلہ میں کمیشن کو برلن سے نکال دیا گیا۔ اور حکومت جرمنی نے وعدہ کیا۔ کہ کمیشن کے چلے جانے کے بعد وہ معاہدہ ورسائی کی دفعات متعلقہ تخفیف اسلحہ پر جنہیں اس وقت تک اس نے قبول نہ کیا تھا عملدرآمد کرے گی۔

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ کمیشن کی واپسی کے بعد بجائے اس کے کہ جرمنی کے فوجی ارباب بست وکشاد تخفیف اسلحہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے انہوں نے فوجی اخراجات میں پہلے سے زیادہ اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء میں جرمنی کے حربی اخراجات برطانیہ کے اخراجات سے دس گنا زیادہ ہو گئے۔ اس کے آٹھ سال بعد یعنی ۱۹۳۶ء کے شروع میں کسی نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ آئندہ تین یا چار سال کے عرصہ میں جمعیت اقوام جرمنی کو ان شرائط پر جو اس کے لئے قابل قبول ہوں گی۔ اپنے اندر شامل کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ لیکن میں نے اسے جواب دیا۔ کہ ۱۹۳۶ء کے اختتام پر جرمنی اس قابل ہو گا۔ کہ وہ یورپ سے جو شرائط چاہے۔ بنوکِ سنگین منوالے۔

معاہدہ صلح میں یہ قرار پایا تھا کہ جرمنی اسلحہ اور بارود کے ان تمام کارخانوں کو بند کر دے گی۔ جو جنگ کے دوران میں اس نے جاری کئے تھے۔ لیکن جب اتحادی کمیشن نگران نے کارخانوں کی تعداد کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ۔ ۔ ۔ ۔ ۷ تھی۔ حکومت جرمنی نے اس کے متعلق یہ عذر پیش کیا کہ اگر وہ معاہدہ کی اس دفعہ پر عملدرآمد کرے گی۔ تو ان کی صنعت تباہ ہو جائے گی۔ اور وہ جنگی تاوان ادا نہ کر سکے گی۔ چنانچہ وہ اس دفعہ کی خلاف ورزی کرتی رہی۔ اور بالآخر تاوان کی ادائیگی سے بھی انکار کر دیا۔

جنگ کے آخری سال میں ۲۰ لاکھ مرد اور عورتیں جرمنی کے اسلحہ اور بارود کے کارخانوں میں کام کرتی تھیں۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ آج بھی اسی قدر لوگ اسلحہ سازی میں مصروف ہیں۔ اور اسلحہ ساز کارخانے دن رات اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ اسلحہ کے یہ ذخائر تجارتی طور پر استعمال نہیں کئے جائیں گے۔ ان کا صرف ایک ہی استعمال ہے۔ اور وہ جنگ ہے۔ اور اگر اسلحہ سازی کا کوئی مقصد ہے۔ تو یہی کہ یہ سب کچھ فوری جنگ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ جرمنی کی افواج اور اس کی ہوائی طاقت کے متعلق بھی مسٹر مارگن نے بہت سے حقائق پیش کئے ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ سب کچھ محض ظن وقیاس یا افواہ پر مبنی نہیں۔ بلکہ ان کے اپنے مشاہدہ کی باتیں ہیں۔ جرمنی کی یہ خوفناک حربی تیاری بلاشبہ یورپ کے لئے پیغام جنگ ہے۔ دوسری یورپین طاقتیں بھی اگرچہ اسلحہ سازی کے پروگراموں پر بسرعت تمام عمل پیرا ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ابھی تک کامل طور پر مسلح نہیں ہوئیں اس لئے وہ جرمنی کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتیں۔ جرمنی عنقریب اپنی کھوئی ہوئی نوآبادیات کی واگزاری کا مطالبہ کرنے والی ہے۔ دیکھیں فرانس اور برطانیہ جو اس کی نوآبادیات پر قابض ہیں۔ اس کے الٹی میٹم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ یا مردانہ وار اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

اسمبلی کا آئندہ اجلاس اور کانگرس پارٹی

اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے نئے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے حکومت ہند سے درخواست کی تھی۔ کہ اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۲۰۔ فروری سے پہلے منعقد نہ کیا جائے۔ ورنہ ارکان اسمبلی اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں انتخابی سرگرمیوں میں معروف ہونے کے باعث اس میں شامل نہیں ہو سکیں گے۔

مسٹر ڈیسائی کی اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے سر این این سرکار لاء ممبر حکومت ہند نے بعض نہایت معقول وجوہ پیش کی ہیں۔ مثلاً انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس اجلاس کی صحیح مدت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم توقع ہے۔ کہ یہ ۱۰۔ اپریل کو یا اس سے کچھ پہلے ختم ہو گا۔ اور اگر اسے ۲۰۔ دن دیر سے شروع کیا گیا۔ تو ماہ مئی میں بھی اسے جاری رکھنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں انہوں نے یہ وجہ بھی پیش کی ہے۔ کہ اجلاس کے ۲۰۔ فروری کو شروع کرنے کی صورت میں فنانس بل پر بحث وتمحیص ۳۱۔ مارچ تک ختم نہیں ہو گی۔ اور ہاؤس کو مرحوم اور ایسٹر کی تعطیلات میں بیٹھنے کے لئے مجبور کرنا ناممکن ہو گا۔

اگرچہ یہ اور اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے پیش کردہ دوسری وجوہ کانگرس کے مطالبہ کی غیر موزونیت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر کانگرس پارٹی کا مطالبہ اس لئے غیر معقول ہے۔ کہ اگر اسمبلی کی دوسری پارٹیاں اپنی انتخابی سرگرمیوں کو چھوڑ کر اسمبلی کے اجلاس میں شامل ہو سکتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کانگرس کے ارکان ایسا نہیں کر سکتے۔ کانگرس کے اس عذر کا کہ وہ اجلاس میں شریک نہیں ہو سکیں گے یہی مطلب سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اس عرصہ میں اپنے لئے ایک ایسا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ جسے جائز اور مناسب نہیں کہا جا سکتا۔

چین کی خانہ جنگی

سیانفو کی بغاوت کے قائد چیانگسو لیانگ نے اگرچہ اپنی حرکت پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت نانکن سے معذرت طلب کر لی ہے۔ اور حکومت نے اس کا جرم معاف کر دیا ہے۔ تاہم چین سے بغاوت کے اصل اسباب دور نہیں ہوئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پھر بغاوت کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔

چین کی آبادی میں ایک عنصر ایسا ہے۔ جو اپنے ملک سے جاپان کے اثر ونفوذ کو زائل کرنا چاہتا ہے۔ اور حکومت نانکن کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں عملی اقدام کرے لیکن حکومت چونکہ جاپان کو ناراض کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے اس کے خلاف جذبہ ناراضی بڑھ رہا ہے اور حکومت چین اس وقت تک خانہ جنگی کے خطرہ سے محفوظ نہیں ہو سکتی جب تک اس عنصر کو مطمئن نہیں کر دیتی۔

تصفیہ بنگال اور پنجاب کے ہندو

بنگال میں کمیونل ایوارڈ کے مسئلہ پر مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جو کشمکش جاری تھی۔ مقام مسرت ہے کہ مسٹر عبدالحلیم غزنوی اور مہاراجہ آف بردوان کی کوششوں سے اس کا تصفیہ ہوگیا اس مسئلہ پر بنگال کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو سمجھوتہ ہوا ہے۔ اس کی شرائط کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے تصفیہ کی صورت نکالنے میں نہایت فراخ دلی سے کام لیا ہے چنانچہ انہوں نے صوبہ میں اپنی اکثریت کو ہندوؤں کی خواہش پر قربان کردیا ہے کیونکہ باوجود اکثریت میں ہونے کے سرکاری ملازمتوں میں ہندوؤں کو مساوی ملازمتیں دینے کیلئے رضامند ہوگئے ہیں اسی طرح انہوں نے اس بات کو بھی قبول کرلیا ہے۔ کہ مجلس وزراء میں ہندو مسلمان وزراء کی تعداد مساوی ہو۔ مسلمانوں کی یہ فراخدلی بلاشبہ قابل تعریف ہے اگرچہ بنگال کے ہندو اس سمجھوتہ پر مطمئن ہیں۔ لیکن پنجاب کے ہندو اخبارات مخالفت کر رہے ہیں۔ اور اپنی انتہائی تنگ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے تمام ہندوؤں کو دعوت دے رہے ہیں۔ کہ وہ اس تصفیہ کے خلاف پروٹسٹ کریں۔

چنانچہ اخبار "پرتاپ" ۱۱ جنوری اس سمجھوتہ پر پیچ وتاب کھاتا ہوا لکھتا ہے بنگال کا معاہدہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان بھر کے ہندوؤں کا فرض ہے۔ کہ اس کے خلاف پروٹسٹ کریں۔ حیرت ہے۔ کہ قومیت پرستی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اس طرح اپنی تنگ ظرفی سے غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنیکا موجب ہو رہے ہیں

مولوی محمد علی مناظرہ کو ٹال رہے ہیں

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے اخبار "پیغام صلح" نے مناظرہ کے متعلق جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس پر مولوی ابوالعطاء صاحب نے اپنے مضمون میں جو اسی اخبار میں دوسری جگہ چھپ رہا ہے۔ پوری طرح روشنی ڈال دی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی اس بارے میں روش اس قدر حیرت انگیز اور خلاف علم وعقل ہے۔ کہ احمدیت کا کوئی بڑے سے بڑا معاند بھی اسے معقول قرار دینے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد علی صاحب لاہوری امیر کہتے ہیں۔ مباحثہ دو مسائل پر ہو۔ (۱) تکفیر مسلمین (منکرین مرزا) پر (۲) نبوت مرزا پر۔ خلیفہ قادیان نبوت مرزا پر بحث کرنے کی منظوری دے چکا ہے مگر مسئلہ تکفیر پر خاموش ہے مولوی محمد علی لاہوری کہتا ہے۔ کہ مسئلہ تکفیر پر پہلے مباحثہ ہو۔ فریقین کی نیت کا اظہار تو ہم نہیں کرتے۔ گو ہم ان رموز سے واقف ہیں لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں۔ کہ ان دونوں مضمونوں میں سے مسئلہ نبوت اصل ہے۔ اور تکفیر اسکی فرع ہے۔ اسی لئے خلیفہ قادیان نے لکھا ہے۔ کہ "ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ قادیان اصولی بات کرتا ہے۔ اور لاہوری امیر صاحب کسی مخفی غرض سے اس کو ٹال رہے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتبہ انکار نبوت پر ہی بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہئے۔ اسلئے ہم مناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اس کو غنیمت سمجھیں اور نبوت مرزا پر بحث کو ٹال نہ دیں۔ (اہلحدیث ۱۵ جنوری)"

چندہ تحریک جدید میں تاحال حصہ نہ لینے والی جماعتوں کے متعلق اعلان

میں نے دیکھا ہے کہ جس جماعت کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ خود چندہ نہ دینا چاہیں۔ وہ کام کو پیچھے کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر جماعت کا ہر فرد اپنے آپکو سلسلہ کے کاموں کے لئے سکرٹری اور پریذیڈنٹ سمجھے۔ تو اپنے سکرٹری یا پریذیڈنٹ کی سستی کی وجہ سے ثواب سے محروم نہ رہے۔ بلکہ اگر وہ سست ہوں۔ تو ان کی بجائے خود چندہ کی تحریک شروع کردے۔ اور سکرٹری اور پریذیڈنٹ کے کاموں کا بھی خود ثواب لے لے۔ اگر سکرٹری یا پریذیڈنٹ چاہتا ہے۔ کہ ثواب لے تو اس کا فرض ہے۔ کہ دوسروں سے پہلے کام شروع کرے۔ اگر وہ کام نہیں کرتا۔ اور جماعت کا اور کوئی فرد لوگوں سے وعدے لینے شروع کر دیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی سکرٹری اور وہی پریذیڈنٹ ہے"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کرنے کے بعد گزارش ہے۔ کہ اس وقت چارسو سے اوپر جماعتیں ایسی ہیں۔ جن کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ اور اس کی بڑی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان نے نہ خود چندہ کا وعدہ کیا ہے۔ اور نہ دوسروں سے وعدہ لکھایا ہے۔ اس لئے کام کو پیچھے ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں دوسرے مخلصین سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد سے معمولی طور پر وعدہ چندہ تحریک جدید سال سوم کی بابت دریافت فرمالیں۔ اور جو وعدے ہوں فارم پر لکھ کر بھیج دیں۔ تو وہی سکرٹری اور وہی پریذیڈنٹ کے کام کا ثواب حاصل کرسکیں گے۔ چنانچہ جماعت ناصرآباد علاقہ سندھ میں ایسا ہی ہوا۔ مرزا صالح علی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور کے ارشاد کی تعمیل میں یہاں چندہ کی تحریک کی گئی۔ جس پر ابھی دن ڈیڑھ سو کے وعدے ہو گئے تھے۔ اور بقیہ کے لئے سکرٹری مال کو کہا گیا۔ کہ جو دوست غیر حاضر ہیں ان کے وعدے لے کر جلد سے جلد حضور کی خدمت میں اطلاع کردیں مگر کل رات عشاء کی نماز کے وقت پریذیڈنٹ صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ابھی تک کام وہیں کا وہیں پڑا ہے۔ اور مزید وعدے نہیں لئے گئے۔ اور نہ ہی حضور کی تحریک جدید کے متعلق خطبات لوگوں کو پڑھ کر سنائے گئے ہیں۔ حتےٰ کہ بعض احمدیوں کو تیسرے سال کی تحریک تو کجا تحریک جدید تک کا علم نہیں کل اور آج سب احمدی دوستوں سے فرداً فرداً کر وعدے حاصل کئے گئے۔ پچھلے سال ناصر آباد سندھ کا تحریک جدید کا چندہ ۴۰ روپے تھا۔ اس سال کا وعدہ ۱۰۷ روپے جو گزشتہ سال سے اڑھائی گنا سے بھی زیادہ ہے۔ اور خدا کے فضل وکرم سے امید ہے۔ کہ یہ رقم اول تو بہت جلد ورنہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کے اندر ادا کر دی جائیگی

میں سندھ کی ان جماعتوں کو جن کے وعدے بہ حیثیت جماعت تاحال حضور کی خدمت میں پیش نہیں ہوئے۔ خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر ان کی جماعت میں بھی اسی طرح سے کارکن کام پیچھے ڈال رہے ہیں۔ تو ہر فرد جماعت کا فرض ہے کہ خود کام کرکے ثواب حاصل کرے۔ اور اپنی جماعت کا فارم مکمل کرکے بھیج دے اسی طرح دوسری تمام جماعتوں سے جن کے وعدے تاحال باقی ہیں۔ یا نامکمل فہرستیں بھیج چکے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ فوری توجہ کرکے وعدے ارسال کریں۔ کیونکہ وقت بہت کم رہ گیا ہے ۔ ۴۴

۴۴ یہ بات ہر جماعت کے مخلصین نوٹ فرمالیں۔ کہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۷ء یا جن جماعتوں کے خطوط پر یکم فروری ۱۹۳۷ء کی مقامی ڈاکخانہ کی مہر ہوگی۔ انکے علاوہ اور کسی کا وعدہ قبول نہ کیا جائے گا۔ پس چاہیئے کہ اس تھوڑے وقت کو غنیمت جان کر وعدے بھیج کر ثواب لیں۔ یاد رہے خدا تعالیٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالیٰ اپنا ہاتھ قرار دے دے۔ کہ وہ برکت کو پاگیا۔ اور رحمت کا وارث ہوگیا۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

جناب مولوی محمد علی صاحب سے فیصلہ کُن مناظرہ کب اور کس طرح ہوگا؟

جناب مولوی محمد علی صاحب کا خطاب جماعت احمدیہ سے

"مَیں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وُہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ دُوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوّت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وُہ اسی اختلاف مسئلہ نبوّت سے پیدا ہوتے ہیں۔"

(ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" صلہ)

سیّدنا حضرت امیر المومنین امام جماعت احمدیہ کا اعلان

"میں نے مولوی ابوالعطاء صاحب سے کہا تھا کہ تم مسئلہ نبوّت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں۔ آپ اُن سے شرطیں طے کریں۔ سو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو۔ جب بھی طے ہو جائیں۔ تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ اِلّا اَن یّشاء اللہ۔ مباحثہ کی غرض اگر ایک جماعت تک حق کی آواز کا پہنچانا ہو۔ تو اس میں مجھے عذر ہی کیا ہو سکتا ہے۔"

(الفضل ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

کیا مولوی صاحب نے اپنی تحریر کا کوئی جواب دیا؟

ناظرین کرام! ہر دو تحریروں کے پیش نظر آپ وہم بھی نہیں کر سکتے۔ کہ اب جناب مولوی محمد علی صاحب مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحث سے گریز کرتے ہونگے۔ یا اس کی بجائے کسی اور موضوع کو پہلے زیر بحث لانے پر اصرار کرتے ہونگے۔ ان کی مندرجہ بالا مستقل مستکبید تحریر کے بعد ان کے لئے حیل وحجت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ لیکن افسوس کہ باوجودیکہ ایک سے زائد مرتبہ میں یہ تحریر مولوی صاحب کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ اخبار میں۔ اشتہار میں۔ اور پوسٹر میں شائع کر چکا ہوں۔ مگر آپ نے اسے شرمندۂ التفات نہیں فرمایا۔ آپ نے فیصلہ کن مناظرہ کو ٹالنے کے لئے خود بھی مضامین لکھے۔ اور ایڈیٹر صاحب پیغام سے بھی کئی مضامین لکھوائے۔ مگر کیا غیر مبایعین دوستوں میں سے کوئی یا خود جناب مولوی صاحب ہی فرما سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی اس تحریر کا کوئی جواب دیا؟ اس کی کوئی تفسیر بیان کی؟ یا اسے غلط قرار دے کر لکھا۔ کہ نہیں۔ اب "سب سے پہلے" نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کی ضرورت نہیں۔ وُہ اب "سارے اختلاف کی اصل جڑ" نہیں رہی اور نہ اب "دوسرے معاملات کو اس کے تصفیہ تک ملتوی رکھنا" صحیح ہے۔ کیونکہ وُہ وقت گزر گیا۔ جب مولوی صاحب کے نزدیک تمام مسائل اختلافی "اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے تھے"؟ ہمیں بتایا جائے۔ کہ ہم کیونکر مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی تحریروں کو دیانتداری پر مبنی قرار دے سکتے ہیں۔ جبکہ وُہ اپنی واضح اور اتنی موٹی بات کو بھی نہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ اسے غلط قرار دیتے ہیں۔ صاف بات ہے۔ تحریر ان کی ہے۔ انہوں نے ہم کو قسم دے کر سب سے پہلے مسئلۂ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ کے لئے بلایا ہے۔ اور ساتھ ہی تاکید کی ہے۔ کہ باقی سب معاملات کو اس کے تصفیہ تک ملتوی رکھو۔ کیونکہ باقی تمام اختلافات بھی اسی سے حل ہو جائیں گے۔ ہمارے نزدیک آپ کا یہ طریق فیصلہ خود معقول ہے۔ اور ہمیں خدا کے نام پر قسم کا بھی احترام ہے اور ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ سے "بنفس نفیس مناظرہ کرنا منظور فرما لیا ہے۔ اب اگر "گریز" ہے۔ "ٹال مٹول" ہے۔ "حیلہ سازی" ہے۔ یا فرار ہے۔ تو سب مولوی صاحب کی طرف سے ہے۔ وُہ اگر آج نہیں مانتے تو تاریخ احمدیت اس بات کو محفوظ رکھے گی۔ اور دُنیا کے عقلمند آج بھی ان کے تحریری خطاب اور موجودہ طرز عمل میں صریح تناقض پاتے ہیں۔

مولوی صاحب کے عذرات

خاکسار نے علیحدہ پوسٹر کی صورت میں ایک مختصر مضمون "جناب مولوی محمد علی صاحب سے خدا کے نام پر اپیل" سلہ شائع کیا تھا۔ یہ مضمون کیا تھا؟ جناب مولوی صاحب سے دردمندانہ درخواست تھی۔ کہ خدا کے لئے اپنی تحریر کے مطابق مسئلۂ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضرت امام جماعت احمدیہ سے فیصلہ کن مناظرہ کر لیں۔ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے اپنے مخصوص الفاظ استعمال فرمانے کے بعد لکھا ہے:-

"جناب مولوی محمد علی صاحب سے خدا کے نام پر اپیل کے عنوان سے ایک اعلان بصورت ہینڈ بل اور پوسٹر شائع کیا ہے۔ جو کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان اور لاہور میں بکثرت تقسیم ہوا۔" (۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء) میرا ارادہ تھا۔ کہ اگر اب بھی جناب مولوی صاحب پیش کردہ اصل موضوع بحث کو تسلیم فرمالیں۔ تو دیگر امور غیر ضروریہ کو نظر انداز کرنا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ اس طرح بہت سا وقت بچ سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب کو یہ بات منظور نہیں۔ لہٰذا میں آج لمبے انتظار کے بعد پھر لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔

اس عرصہ میں تین مضمون "پیغام صلح" میں ہمارے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ جن میں موضوع بحث کے متعلق مندرجہ ذیل امور وارد کئے ہیں:-

۱۔ "آپ سوچ لیں۔ کہ یہ بحث ادھوری ہوگی یا نہ کہ دو اختلافی مسائل میں سے ایک پر بحث ہوگئی۔ اور دُوسرا اسی طرح رہا۔ ادھوری بحث سے فائدہ کیا؟" (۲۳ر دسمبر)

۲۔ "مسئلۂ نبوت تو بعد میں اٹھا۔ اور یہ وہ مسئلہ قادیانی حضرات نے تکفیر کی امداد کیلئے ہی اٹھایا تھا۔ بعد میں واقعات کا رُخ بے شک مسئلۂ نبوت کی طرف زیادہ ہو گیا۔ اس کی بھی ذمہ دار قادیانی جماعت کی روش تھی۔" (۲۴ر دسمبر)

۳۔ "ہم مسئلۂ نبوت پر بھی بحث کریں گے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمارے نزدیک مسئلۂ تکفیر پر بحث بھی ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر یہ مباحثہ ہرگز فیصلہ کن نہیں ہوگا۔" (۴۔ جنوری)

۴۔ "آپ کو خوب علم ہے کہ دونوں جماعتوں میں جو یہ اختلاف ہوا۔ تو اس کی جڑ مسئلہ کفر و اسلام ہے ۱۹۱۳ء میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہم احمدی تو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ خواہ وُہ حضرت مسیح موعودؑ کو نہ مانتا ہو آپ (سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ) نے اس کی تردید کی۔ اور اپنا وُہ مشہور مضمون لکھا

سلہ یہ اپیل "الفضل" ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

"مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" اس میں آپ نے صرف مسئلہ کفر و اسلام کو لیا۔ اور نبوت پر نہ کوئی بحث خواجہ صاحب کی طرف سے ہوئی نہ آپ کی طرف سے۔ یہی جماعت میں پہلا اختلاف تھا اور اسی نے بالآخر جماعت کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کی آخری بیماری میں ہر جگہ جماعت میں یہی مسئلہ کفر و اسلام بحث بنا ہوا تھا اور مسئلہ نبوت پر اختلاف کہیں نہ تھا" (۲۳ دسمبر)

ان ہر چہار عبارتوں میں سے پہلی اور تیسری عبارت کا منشاء صرف اس قدر ہے۔ کہ مسئلہ تکفیر ضرور زیر بحث آنا چاہیئے۔ اور ہم نے اس سے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے:۔

"مضمون بحث طے شدہ اور مسلمہ فریقین ہے۔ یعنی نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اس ضمن میں مولوی محمد علی صاحب چاہے غیر احمدیوں کے جنازہ کو دلیل بنائیں۔ یا ان کے کفر و اسلام کو۔ یہ ان کا حق ہوگا" (الفضل ۱۵ دسمبر)

اور ہمارا یہ لکھنا محض مولوی محمد علی صاحب کی اس تحریر کی بنا پر تھا۔ جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"ساری بحث نبوت تو دو جملوں میں طے ہو جاتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نے دوسرے مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ تو آپ کے نزدیک وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں۔ اور اگر آپ کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں۔ تو یقیناً آپ کا دعوٰے نبوت کا نہیں..... اگر آپ کے ارشادات قابل تعمیل ہیں۔ تو نبوت کا مسئلہ حل شدہ ہے" (پیغام صلح ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء)

پھر اسی مضمون کے آخر پر لکھا ہے:۔

"بات ظاہر ہے کہ وہ اپنی کمزوری کو محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کھلی تحریروں کے خلاف وہ نبوت بنا رہے ہیں۔ اور بحث کی طرف اس لئے رخ نہیں کرتے۔ کہ ان باتوں کا جواب ان کے پاس کوئی نہیں" (۲)

لیکن تعجب ہے کہ جب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی محمد علی صاحب سے خود بحث کرنے کا اعلان فرماتے ہیں۔ تو آپ چپکے سے فرما دیتے ہیں۔ "مسئلہ تکفیر کو اول لیا جائے اور مسئلہ نبوت کو اس کے بعد" (پیغام ۱۵ دسمبر) گویا آپ بانی سلسلہ احمدیہ کی صحیح پوزیشن کو ثابت کرنے کی بجائے بعض غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے پہلے تکفیر کو لینا چاہتے ہیں۔ اور مسئلہ نبوت پر تو بعد ازاں بقول آپ کے بحث کی ضرورت بھی نہیں۔ آہ وہ لوگ جو موٹے عنوانوں سے لکھا کرتے تھے "بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے والے میدان میں نکلیں"۔ وہ آج کہاں ہیں۔ کہ ان کا امیر دعوئے نبوت پر بحث کی بجائے مسئلہ تکفیر کو اول لینا چاہتا ہے کیوں؟.....

مولوی صاحب کی متناقض تحریریں

کسی کے جھوٹا ہونے کے لئے اس کی دو غیر منسوخ عبارتوں میں صریح تناقض کا پایا جانا کافی ہے۔ ہم ذیل میں مولوی صاحب کی عبارت میں صریح تناقض پیش کرتے ہیں

آپ کی تازہ تحریر

"دونوں جماعتوں میں جو یہ اختلاف ہوا ہے تو اس کی جڑ مسئلہ کفر و اسلام ہے" (۲۳ دسمبر پیغام صلح)

(۱) "اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے"۔

(۲) "ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے"۔ (ٹریکٹ ۳ فروری ۱۹۱۵ء)

پس خود مولوی صاحب کے اپنے الفاظ سے ہی مسئلہ کفر و اسلام کو اختلاف کی جڑ قرار دینا۔ اور اس کی غیر معمولی اہمیت بتلانا باطل ہو جاتا ہے۔ جہاں تک تاریخ سلسلہ کا تعلق ہے۔ یہ بدترین مغالطہ ہے۔ کہ بنائے اختلاف مسئلہ کفر و اسلام ہے۔ کفر و اسلام کو تو محض جذبات کے ابھارنے اور غیروں کے تقرب کا ذریعہ بنایا گیا تھا۔ اصل اختلاف کا سبب تو کچھ اور ہی باتیں ہیں۔ افسوس کہ ذاتیات کے اختلافات کو مذہبی عقائد کے پردہ میں چھپانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ میں اس جگہ اسباب اختلاف پر بحث نہیں کر رہا۔ ہاں اگر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں میں جرأت ہے تو اس موضوع پر علیحدہ بحث کر لیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کبھی اس کی جرأت نہ کریں گے۔ ہاں اس جگہ مولوی محمد علی صاحب کی ایک عبارت پیش کر دینا کافی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اس وقت ہمارے اندر جو اختلاف ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک فریق کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد تا قیامت خلفاء کا سلسلہ ہوگا۔ جن میں سے ہر ایک خلیفہ نہ صرف ساری قوم کا مطاع ہوگا۔ بلکہ اس کے ہاتھ پر تمام احمدیوں کو خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں۔ بیعت کرنی ضروری ہوگی اور جو بیعت نہیں کریں گے۔ وہ فاسق ہوں گے۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں۔ بلکہ یہ چل نہیں سکتا۔ اور کہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریریں اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اصلی جانشین اور ساری قوم کا اصلی مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے"۔ (پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

مولوی محمد علی صاحب کو اقرار ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی ان کا یہی مطمح نظر تھا۔ لیکن خلافت اولیٰ میں یہ منصوبہ اندر ہی اندر مخفی رہا۔ اور اب اس کا ظہور ہو گیا۔ مسئلہ کفر و اسلام کو تو مولوی صاحب نے سادہ لوحوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے ایک حیلہ بنایا تھا۔ ورنہ جب ۱۹۱۴ء تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ اہل پیغام کی طرف سے بھی حلفیہ اعلان شائع ہوا کرتے تھے۔ کہ:۔

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار بر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالےٰ نہیں چھوڑ سکتے"۔

(پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

تو کفر و اسلام کا سوال ہی کیونکر پیدا ہو سکتا تھا۔ کون مسلمان نہیں جانتا کہ رسول کا منکر کافر ہوتا ہے۔؟ ہاں! تو خواجہ صاحب نے غیر احمدیوں سے خراج تحسین حاصل کرنے اور ان سے مالی امداد لینے کے لئے احمدیوں کے سامنے ترقیات کے سبز باغ رکھتے ہوئے ایک اختراع کی تھی۔ جسے محض عداوت محمود کا ذریعہ سمجھ کر مولوی محمد علی صاحب نے ہوا دی۔ تاریخ سلسلہ کے لحاظ سے اس بڑھ کر اس مسئلہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ اور واقعات کے لحاظ سے کسی شخص یا قوم کے کفر کا سوال تب ہی پیدا ہوتا ہے جب کوئی صادق مدعی نبوت موجود ہو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ جھوٹے ہوں۔ یا مدعی نبوت نہ ہوں۔ تو آپ کے منکروں کے کفر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس پر بحث کرنا سراسر فضول اور لغو ہے۔ ہاں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رسول صادق ہونا ثابت ہو جائیگا تو آپ کا نہ ماننے والا کافر قرار پائیگا لہٰذا ہمارے اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسئلہ تکفیر اصل چیز نہیں۔ نہ ہی یہ کوئی مستقل مسئلہ ہے۔ بلکہ یہ تو نبوت کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اسی لئے تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب (النبوۃ فی الاسلام) میں کفر و اسلام کو نبوت کے امتیازات میں سے ایک امتیاز قرار دیا ہے:

غیر مبائع اصحاب مت گمان کریں۔ کہ ان کے ساتھ کسی اختلافی مسئلہ پر ہم بحث نہیں کرنا چاہتے۔ وہ بخوشی ہم سے خلافت۔ اسمہٗ احمد۔ تکفیر۔ اسباب اختلاف وغیرہا مسائل پر بھی بحث کرلیں۔ لیکن ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ نبوت کے مسئلہ پر بحث ادھوری رہ جائے۔ یہ اساسی مسئلہ ہے۔ بقول مولوی محمد علی صاحب سب اختلافات اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس پر مفصل بحث تو غیر مبایعین کی طرف سے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرمادیں۔ اور اس کے ضمن میں مسئلہ تکفیر پر بھی مولوی صاحب سیر کن بحث کرلیں۔ (باقی فرعی مسائل پر اگر ضرورت ہو تو دونوں فریق کے دیگر نمائندے بحثیں کرتے رہیں گے) یہ بحث کا صحیح طریق ہے۔ اور خود مولوی صاحب کا تجویز کردہ ہے۔ اور یقیناً نتیجہ خیز ہے۔

ہم نے مسئلہ نبوت کی ذیل میں تکفیر کے متعلق بحث کو مولوی محمد علی صاحب کی پہلی تجویز کے مطابق منظور کیا ہے۔ لیکن اگر بالفرض تکفیر کے متعلق بالکل ہی بحث نہ ہوتی تب بھی کسی عقلمند کا حق نہ تھا۔ کہ بحث کو ادھوری قرار دیتا۔ یا اسے کھیل کے نام سے موسوم کرتا۔ کیونکہ بقول مولوی محمد علی صاحب اس طرح "مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے"۔ (ٹریکٹ ۳ر فروری ۱۹۱۵ء)

کیونکہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اسی مسئلہ نبوت پر تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے"

(النبوۃ فی الاسلام صلہ دیباچہ)

لہذا یہ بحث ادھوری نہ ہوئی مکمل ہوئی۔ جب اصل کا فیصلہ ہو گیا۔ تو فرع کا معاملہ خود بخود طے ہو گیا۔

اصل نزاع کیا ہے

میں نے کہا ہے۔ اصل نزاع مسئلہ نبوت میں ہے۔ تکفیر تو اس کے تابع ہے میں اپنے دعوے کی تائید میں تین عبارتیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے:۔

"میاں محمود احمد صاحب کے مسئلہ تکفیر کی بنیاد اجرائے نبوت کا مسئلہ ہے۔ یعنی وہ اس نبوت کے قائل ہیں۔ جس کا ماننا شرط ایمانیات میں سے ہے۔ پس جو ایسے نبی کو نہ مانے گا وہ یقیناً کافر خارج از اسلام ہوگا"۔ (پیغام صلح ۱۱ر نومبر ۱۹۳۶ء)

۲۔ مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا۔

"صاف اور کھلی بات کو بے جا محنت سے فتنہ بنا دیا۔ نبوت سے کلمہ گویوں کی تکفیر کی۔ بس کیا تھا۔ حضرت صاحب کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا"۔ (۳ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

۳۔ "قادیانی نئے نبی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھ رہے ہیں۔ دوسرے مسلمان ایک پرانے نبی کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھکر اس کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دینگے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت تو ابھی بحث طلب ہے لیکن حضرت عیسیٰ کی نبوت تو یقینی ہے۔ ان کی آمد پر ان کو نہ ماننے والے مسلمان لازماً کافر قرار دئے جائیں گے"۔

(پیغام صلح ۲۷ر نومبر ۱۹۳۶ء)

ہر سہ عبارتیں واضح طور پر بتا رہی ہیں۔ کہ مسئلہ تکفیر محض عقیدۂ نبوت کا نتیجہ ہے۔ آخر الذکر اقتباس میں تو بتایا گیا ہے۔ کہ اگر غیر مبایعین کے کچھ افراد کو نکال دیا جائے تو امت محمدیہ کا اجماع ہے۔ کہ مسیح موعود کا منکر کافر ہے۔ اور اس کی بنیاد بھی اس کی نبوت ہے۔ لہذا ہماری پوزیشن تو واضح ہے کہ جس مسیح موعود کے مسلمان منتظر ہیں اس کے منکر کافر ہیں۔ کیونکہ وہ نبی ہے۔ صرف غیر مبایعین اس نتیجہ سے انکاری ہیں کیونکہ وہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے انکاری ہیں۔ لہذا آئیں اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ سے فیصلہ کن مناظرہ کریں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہو گیا تو آپ کے منکروں کا کافر ہونا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں محض ایک مجدد ہیں۔ تو نہ آپ پر ایمان لانا فرض ہوگا۔ اور نہ آپ کا منکر کافر ٹھہرے گا۔ کیا ان واضح اور کھلے کھلے بیانات کے باوجود تکفیر کو اصل قرار دے کر اس پر پہلے بحث کرنے پر اصرار کرنا نیک نیتی پر محمول کیا جا سکتا ہے؟

مغالطہ دہی

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مشہور مضمون "مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے" کے متعلق ایک مغالطہ تو یہ دیا ہے کہ اس مضمون میں آپ نے "صرف مسئلہ کفر و اسلام کو لیا۔ اور نبوت پر کوئی بحث نہ کی"۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اس مضمون کی ابتدا میں ہی لکھا ہے:۔

"تعجب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کے فتوے کو رد کر سکتے ہیں..... اصل میں یہ لوگ ماموریں اور انبیاء و رسل کی مخالفت کی قیمت کو سمجھتے ہی نہیں۔ تب ہی تو کہتے ہیں۔ کہ حضرت کے مخالف کیونکر کافر ہوئے۔ یا کم سے کم نیک نیتی سے نہ ماننے والے کیونکر کافر ہوئے"۔

اور پھر متعدد مقامات پر مکرات و مرات ذکر فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور اسی باعث آپ کے منکر کافر ہیں چنانچہ آخر پر لکھا ہے:۔

"پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کر دیں اور کہہ دیں۔ کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں"۔

دوسرا مغالطہ اسی مضمون کے متعلق مولوی صاحب نے خطبہ جمعہ میں بایں الفاظ دیا ہے:۔

"اس میں انہوں نے نبیوں کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ ماموروں میں مجدد بھی شامل ہوتے ہیں"۔

(پیغام صلح ۴ر جنوری)

اس مضمون میں لفظ "نبیوں" کے استعمال نہ کرنے کی تغلیط تو مندرجہ بالا اقتباسات سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ اب میں پیغام صلح کے دو حوالوں سے بتلاتا ہوں۔ کہ "ماموروں" میں نہ راقم مضمون کے نزدیک اور نہ واقع میں کوئی غیر مرسل شامل ہے۔ لکھا ہے:۔

"دراصل صاحبزادہ صاحب اور ان کے دوسرے ہم خیال بزرگ مامور اور رسول میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور اس لئے وہ مرزا صاحب کو رسولوں میں شامل کر کے ان پر ایمان لانا شرائط ایمان کا ایک جزو خیال کرتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان کے منکر یا غیر بیعت شدہ کو لانفرق بین احد من رسلہ کے خلاف جان کر یؤمنون ببعض ویکفرون ببعض کا مصداق قرار دیتے۔ اور اولٓئک ھم الکافرون حقا میں شامل کرتے ہیں"۔

(۱۴ر اپریل ۱۹۱۴ء)

دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"قرآن کریم نے بھی فرمایا ہے۔ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالےٰ کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے اس کے جسے پسند کرے۔ اپنے رسولوں میں سے۔ پس اس آیت کے ماتحت کسی غیر مامور کی خواب یا الہام کسی شخص کے لئے حجت شرعی نہیں ہو سکتی"۔

(پیغام صلح ۷ر اپریل ۱۹۱۴ء)

نتیجہ واضح ہے کہ رسول مامور ہے۔ اور غیر رسول غیر مامور۔

مقدم کو مقدم رکھا جائے گا

بیان ماسبق سے ظاہر ہے کہ اصل مضمون زیر بحث مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے جب حضور کا نبی ہونا ثابت ہو گیا۔ تو یقیناً آپ کے منکر کافر قرار پائینگے۔ پس ہم کسی صورت میں بھی ترتیب مناظرہ کو بدلنے کیلئے تیار نہیں۔ بلکہ بقول مولوی محمد علی صاحب "مقدم کو مقدم اور مؤخر کو مؤخر" رکھا جائیگا ہاں مولوی صاحب مسئلہ نبوت کو حل کرنے کیلئے جسقدر مدت میں کفر و اسلام کو پیش کرنا چاہینگے اور جس دلیل کو بھی پیش کرنا چاہینگے پیش کر سکینگے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ آپ کی

ہر بات کا جواب لینگے اور بالتفصیل پس اگر یہ مناظرہ مولوی صاحب منظور کرلیں تو ہر رنگ میں فیصلہ کن ہوگا۔ انشاء اللہ باوجود ہماری ان تمام تشریحات کے اگر مولوی محمد علی صاحب منبر پر چڑھ کر یہ فرما سکتے ہیں "مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کرنے سے قطعی انکار ہے" اور اسے "سوال شکست" سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ تو میں بجز انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں؟ کفر و اسلام اختلاف کا اصل باعث نہیں۔ نہ اس سے اختلافی مسائل پیدا ہوتے ہیں نہ ہی اس سے حل ہو جاتے ہیں کیونکہ جب تک فریقین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکَم اور آپ کی ہر بات کو بلا چون وچرا ماننے کا اقرار نہ کریں اور آپ سے اختلاف کرنا جائز نہ سمجھیں تب تک کفر و اسلام کے متعلق آپ کی تحریرات کیونکر فیصلہ کن ٹھہر سکتی ہیں ہو سکتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ولادت مسیح کے عقیدہ کی طرح ہر وقت اس سے بھی اختلاف کرنا شروع کردیں۔ اس لئے آپ کی پوزیشن نبوت کا فریقین میں پہلے مسلم ہونا از بس ضروری ہے۔ لیکن اگر کفر و اسلام ہی اختلاف کا موجب ہوا ہوتا تب بھی ضروری نہ تھا۔ کہ اس کو مستقل موضوع قرار دے کر اس پر ہی پہلے بحث کی جاتی۔ کیا حضرت مسیح موعود پر الہامات کا نزول پہلے شروع نہیں ہوا۔ اور آپ نے وفات مسیح ع کا بعد ازاں اعلان نہیں فرمایا۔ تو کیا ہم اس کے باعث وفات مسیح ع کو پہلے موضوع بحث نہ بنایا کریں؟ پھر یہ تو اس صورت میں ہے کہ دونوں مستقل موضوع ہیں۔ مگر نبوت اور کفر و اسلام میں تو یہ نسبت بھی نہیں

مولوی صاحب کا غلط مطالبہ

مولوی صاحب نے ایک اور نیز مارا جب کہ خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"میں تو اس مسجد کے اندر اس مقام پر کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ اگر قادیان والے کہدیں کہ ہم مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑ سکتے ہیں۔ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں تو میں مسئلہ نبوت پر بحث کو چھوڑتا ہوں" (پیغام ۱۲ دسمبر)

گویا آپ مسلمانوں کے غم میں مرے جا رہے ہیں اور اپنی مسجد کے مقتدیوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ محض قادیان والے آپ کی نیند کے حرام ہونے کا باعث ہوتے ہیں۔ آپ کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ حضرت مسیح موعود کا صحیح مقام دنیا کو معلوم ہو ہاں آپ کے مکذبوں کو مسلمان کہا جائے۔ حالانکہ ہمارے مسلمان مسیح موعود کے منکر کو کافر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کے ہمدرد پیدا ہوگئے ہیں کہ غیر احمدیوں کو مسیح موعود۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کا مکذب قرار دیتے ہیں مگر کافر نہیں۔ مسئلہ نبوت پر تو بحث چھوڑنا اب آپ کے بس کی بات نہیں۔ وہ تو جب تک آپ کی تحریر موجود ہے آپ سے اس کے متعلق مطالبہ ہوتا رہے گا۔ اور آپ آخر لاچار ہوکر اس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے۔ آپ کا یہ مطالبہ سراسر مغالطہ ہے۔ کیونکہ اگر تو اس کہلوانے میں آپ کا مدعا یہ ہے کہ قادیان والے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرکے یہ اعلان کریں تو آپ کا یہ کہنا کہ پھر میں مسئلہ نبوت پر بحث کو چھوڑتا ہوں کیا یہ کھلی بد دیانتی نہیں اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ اہل قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بھی مانتے رہیں اور نبی کے منکر کو کافر بھی مانتے رہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود ع کے مکذبین کو پکے مسلمان قرار دیں۔ تو آپ ان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان سے متضاد عقائد منوانا چاہتے ہیں؟ افسوس تو یہ ہے کہ مسجد میں جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہوکر اس قدر ناروا تجاویز اختیار کی جارہی ہیں۔

کیا آپ اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں کہ حضرت مسیح موعود ع نفس نبوت میں دیگر انبیاء کی طرح ہیں اور ہر نبی کا منکر کافر ہے؟ مولانا! اس قسم کی حرکات سے مذہبی مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ گوش ہوش سے سن لیں۔ کہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی ہیں اور کسی نبی کا منکر مسلمان نہیں۔ اب ایمان سے کہیں۔ کہ کیا ان ہر دو مقدموں کے نتیجہ میں ضروری نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے منکروں کو کافر سمجھا جائے؟ آپ فرمائیں کیا آپ کے نزدیک نبی کا منکر کافر نہیں ہوتا؟ یا آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں تھے؟ جس مقدمہ کا بھی آپ انکار کریں گے وہی زیر بحث ہوگا۔ نیز یاد رکھئے کہ قادیان والے تو نہ کسی مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کلمہ گو کے مسلمان ہونے کا انکار کرتے ہیں ہاں وہ نبی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں اور یہ آپ بھی مانتے ہیں اور اس جگہ آپ کو ان کو کہہ دینا کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ خود بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"

پس جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ طریق بھی زیادہ سنجیدہ نہیں۔

ثالثوں کے تقرر پر پھر اصرار

مولوی محمد علی صاحب اپنے متعدد اعلانوں میں ثالثوں کی غیر معقول شرط کو واپس لے چکے ہیں۔ لیکن اب رجعت قہقری کے طور پر پھر اسے "ضروری" قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ اب تو آپ نے اسے پہلے سے بھی بھونڈی شکل میں پیش کیا ہے ہم نے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ اب اس شرط پر مصر کیوں ہیں جب کہ اسے چھوڑنے کا اعلان کرچکے ہیں؟ جواباً ارشاد ہوتا ہے

"حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے ثالثوں کے ترک کی تجویز جناب خلیفہ صاحب کے طویل سکوت اور گریز کی وجہ سے پیش کی تھی۔ اب جب کہ خلیفہ صاحب مجبوراً بحث کے لئے نیم آمادہ ہوگئے ہیں تو اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ (۲۱ دسمبر)

گویا جب بقول پیغام جماعت احمدیہ کی طرف سے "سکوت اور گریز" تھا تب مولوی صاحب نے یہ تجویز کی کہ ثالثوں کی شرط کے چھوڑنے کا اعلان کردیا۔ مگر "جب خلیفہ صاحب مجبوراً بحث کے لئے نیم آمادہ" ہوگئے۔ تو مولوی صاحب نے پھر ثالثوں والی شرط پیش کردی۔ فرمایئے کیا اس روش سے ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی صاحب دراصل مناظرہ نہیں کرنا چاہتے صرف شور پیدا کرنا ان کے مدنظر ہے؟ ورنہ جب خصم بقول شما ابھی "مجبوراً نیم آمادہ" ہے تو تم جگ ہنسائی کراتے ہوئے اس شرط پر کیوں ضد کرتے ہو۔ جسے ابھی ابھی واپس لے چکے ہو؟ کیا مناظرہ کرنے والوں کے یہی اطوار ہوا کرتے ہیں؟

میں تو حیران ہوں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب چار مبائع اور چار غیر مبائع کے ثالث کی شرط کا کیا فائدہ سمجھتے ہیں؟ کیا مرید مرشد پر اور مامور امیر پر ثالث ہوا کرتا ہے؟ بحث کرنے والے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دلائل کو صحیح قرار دینے والے ان کے چار مرید! مولوی صاحب اگر برا نہ مانیں تو یہ ضد ان کے شایان نہیں۔ اگر کہو کہ اس طرح پتہ لگ جائیگا کہ کس فریق کے دلائل قوی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کے دلائل کی قوت کا اندازہ صرف انہی لوگوں کے ذریعہ کیوں کیا جاتا ہے جن کو مولوی محمد علی صاحب خود منتخب کریں؟ اس اندازہ کے لئے تو سامعین کی زیادہ سے زیادہ تعداد ہونی چاہیئے اور پھر یہ مناظرہ تو چھپ جائیگا۔ ہر شخص کافی غور کرکے دلائل کی قوت کا خود بخود اندازہ لگا سکے گا۔ اگر مولوی صاحب کو ظاہری فتح وشکست کا وہم نہیں تو بتایا جائے۔ کہ اس ناکارہ تجویز کے پیچھے کونسا جذبہ کار فرما ہے؟

ہم نے جو دلائل اس فرسودہ تجویز کے ناقابل قبول ہونے پر دیئے تھے ان کے جواب میں دیانتداری اور تہذیب کے پتلے جناب ایڈیٹر صاحب پیغام فرماتے ہیں ۔۔

مگر جناب میاں صاحب کو یہ خوف ہے کہ وہ اپنی دلائل سے اپنے مریدین کو بھی قائل نہیں کر سکتے۔ تو یہ شرط چھوڑ دی جائیگی اس لئے اس پر مولوی اللہ دتا صاحب کا اس قدر کاغذ سیاہ کرنا بے معنی ہے"۔ گویا اپنے مریدوں کو اگر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قائل کر سکنے کا خوف رکھتے ہوں۔ اور پیغامیوں سے یہ درخواست کریں۔ تو وہ اس شرط کو چھوڑ دیں گے۔ نامعلوم یہ لوگ مرید کے کیا معنے سمجھتے ہیں۔ بہر حال مذہبی بحث کے نام پر اس دنائت کے مظاہرہ کی ہمیں ان لوگوں سے ایسی توقع نہ تھی۔

قابلِ مذمت تجویز

ہم نے کہا تھا۔ کہ مذہبی سلسلوں میں منافق بھی ہوتے ہیں۔ اور "پیغام" کے ایک پرچہ سے ظاہر ہے۔ کہ ایسے بعض لوگوں سے آپ کی ساز باز ہے۔ لہٰذا ممکن ہے۔ کہ آپ اپنے سابق منافقوں میں سے کسی کو انتخاب کر لیں گے۔ بنا بریں ہم اس تجویز کو بھی رد کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ میں نے غیر احمدی علماء کے سامنے بھی یہ شرط پیش کی تھی انہوں نے بھی منافقوں کے انتخاب کا خطرہ ظاہر کیا تھا۔ اس پر اتراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تو کیا سوائے جماعت احمدیہ لاہور کے ہر جگہ منافق بھرے ہوئے ہیں۔" (۲۲ دسمبر)

نہیں صاحب! نہ تو ہر جگہ منافق بھرے ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی غیر مبایعین کا گروہ ان سے خالی ہے۔ لیکن اول تو غیر مبایعین کی مثال "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" والی ہے۔ نہ ہی دوسرے لوگوں نے اس گروہ کو اتنی اہمیت دی۔ کہ اس کے منافقوں سے ساز باز رکھیں۔ اگر فی الواقع وہاں منافق نہیں۔ تو جناب کی استعفاء پیش کرنے تک نوبت کیوں آجاتی ہے اور جلسوں میں انجمن کو تباہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع کیوں کیا جاتا ہے؟ ہاں یہ الگ امر ہے۔ کہ کوئی شخص بے حیائی کا نام تہذیب اور نفاق کا نام آزاد خیالی رکھ لے۔ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ میں بھی تھے۔ چند منافقوں کا وجود صداقت کے خلاف نہیں۔ لیکن ایک اور بات ہے۔ جس کی وجہ سے تمام فرقوں کے علماء آپ کی اس بیہودہ شرط کو رد کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اگر آپ مخالف فریق میں سے منافقوں کو منتخب کریں گے۔ جو کہ آپ کے رویہ کے پیش نظر اغلب ہے۔ تو یا تو ان کی ثالثی کا انکار کر کے مزید درد سر مول لیا جائے۔ اور یا اس کے بالمقابل آپ کی پارٹی کے بھی منافق ثالث بنائے جائیں پہلی صورت میں تضییع اوقات ہے۔ اور دوسری میں بد دیانتی۔ پس اس وجہ سے بھی یہ تجویز ہر جگہ کے علماء کی نظر میں قابل مذمت ہے۔

مزید ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ کہ ایک جماعت کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے کہتے ہیں۔ کہ کہ اگر میں کسی منافق کو منتخب کروں اور آپ مجھے لکھ دیں۔ کہ یہ منافق ہے۔ تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور ایسی تحریر مخفی رکھی جائیگی۔

مولوی صاحب! نہ ہم کسی منافق کو یہ اہمیت دیتے ہیں۔ وہ ذلیل ترین چند افراد وثیقہ اعتبار نہیں اور جناب کی ایسی پوزیشن ہمیں مسلم نہیں۔ کہ آپ کو کسی منافق کے متعلق لکھ کر دے دیا جائے۔ (برا نہ مانئے یہ امر واقعہ کا اظہار ہے) اور نہ ہی ہمیں جناب کی ذات پر اتنا اعتبار ہے۔ کہ آپ اسے ظاہر نہ کریں گے۔ اگر آپ ایسے ہی متدین ہوتے۔ تو ترجمۃ القرآن جو صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تنخواہ لے کر آپ نے اس کا ملازم ہونے کی حیثیت میں کیا تھا۔ اسے اپنی ذاتی جائیداد نہ بنا لیتے۔ بلکہ صدر انجمن احمدیہ کو واپس کرتے۔ ہم گذشتہ واقعات کو نہیں کھولتا۔ بہرحال ہمیں معاف فرمائیں۔ کہ ہم جب تک کسی منافق کی اصلاح کی امید رکھتے ہیں۔ اسے آپ کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں ہاں جب وہ قدوسیوں کی جماعت سے نکالا جائے گا۔ تو پھر ممکن ہے۔ اس کی قرار گاہ آپ کے ہاں ہو۔

مولوی محمد علی صاحب کا فرار

مضمون لمبا ہو گیا ہے۔ مگر یہ غیر مبایعین کے متعدد سوالات کا جواب ہے بخلاصہ یہ ہے۔ کہ ہم کسی فتح و شکست کے لئے نہیں محض اللہ تعالیٰ کیلئے فیصلہ کن مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب اگر مضمون ہذا کی متذکرۃ الصدر اپنی عبارت کے مطابق نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کن مناظرہ شروع نہیں کرتے اور ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ تو یقیناً یہ مولوی صاحب کا گریز اور انکار ہے۔ اس لفظ پر انہیں اور انکے ساتھیوں کو سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں ہماری طرف سے پہلی اور آخری بات مضمون کے متعلق وہی ہے۔ جو خود مولوی صاحب نے اپنے ٹریکٹ ۳ فروری ۱۹۱۵ء اور پیغام صلح ۱۹ نومبر ۱۹۳۶ء میں لکھی ہے مضمون نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوگا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مدعی ہونگے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب منکر ہونگے۔ مولوی صاحب کو حق ہوگا۔ کہ کفر و اسلام جنازہ وغیرہ تمام امور پیش کر لیں۔ ہر ایک کا مفصل جواب دیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔ پہلا اور آخری پرچہ مدعی کا ہوگا۔ مناظرہ تقریری تحریری یا ہر دو طرح منظور ہے۔ اب صرف جگہ اور تاریخ کا تصفیہ باقی ہے۔ مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تحریر میں اہل پیغام کے ساتھ مساوی معقول شرائط کے تصفیہ کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب خود یا اپنے کسی نمائندہ کے ذریعہ ان امور کا تصفیہ کر کے مناظرہ شروع کر دیں۔ اور جب تک نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھیں کیونکہ بقول ان کے "اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے"

خاکسار ابو العطاء جالندھری ۱۵ جنوری

عرضِ گوہر بہ مجہور پسروری

از جناب مولوی ذو الفقار علی خانصاحب گوہر رامپوری

شکر کر مہجور اب وہ تیری مہجوری نہیں
چشمۂ فیضانِ رحمت سے تجھے دوری نہیں

سایۂ محمود ہے آغوشِ فضلِ کردگار
جسقدر چاہے ترقی کر کہ مجبوری نہیں

ہمت عالی ہو تو ابوابِ رحمت ہیں کھلے
ہے یہ آئینِ خدا آئینِ دستوری نہیں

عہد ہے عہدِ مسیحی قادیاں دار الشفا
اس مقامِ قدس میں اسبابِ رنجوری نہیں

ہے یہ بزمِ ساقیٔ کوثر یہاں کیا شی نہیں
زنجبیلی مے نہیں؟ یا جام کافوری نہیں؟

آ پرِ پرواز پیدا کر کہ طیرِ قدس ہو
قادیاں سے شاخِ طوبےٰ تک کوئی دوری نہیں

ہوش افزا جلوۂ قدرت یہاں موجود ہے
جس سے بیہوشی ہو یاں وہ جلوۂ طوری نہیں

محفلِ ساقی میں بھی رہتے ہیں وہ سب تشنہ لب
جن میں قوت تلخیٔ صبر آزما پوری نہیں

منزلِ محمود گوہر منزلِ انوار ہے
نورِ ماموری ہے یاں گو عہدِ ماموری نہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے مخلصین

حصہ وصیت میں اضافہ کرنیوالے احباب کی فہرست

نمبر شمار	نام موصی معہ پورا پتہ	حصہ موعودہ	حصہ موجود
۲۰۶	ایم پی فخر الدین صاحب مالاباری	1/8	1/2
۲۰۷	بابو عبد العزیز صاحب نوشہرہ ککے زئیاں	1/10	1/9
۲۰۸	بابو عبد اللہ صاحب مالاباری	1/10	1/9
۲۰۹	مولوی حضرت گل صاحب ضلع کوہاٹ	1/10	1/9
۲۱۰	چوہدری سردار خان صاحب بھاگوال	1/10	1/9
۲۱۱	سید سردار شاہ صاحب جہلم	1/10	1/9
۲۱۲	خواجہ محمد شریف صاحب پوسٹ ماسٹر بمبئی	1/10	1/9
۲۱۳	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب فیض آباد	1/10	1/9
۲۱۴	بابو محمد عیسیٰ صاحب	1/10	1/9
۲۱۵	ملک بشیر محمد صاحب ملتان	1/10	1/9
۲۱۶	صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب لنڈن	1/10	1/9
۲۱۷	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بدھا گورایہ	1/10	1/9
۲۱۸	ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب میگا ڈی	1/2	1/9
۲۱۹	ماسٹر فتح محمد صاحب چک ۶/۱۱	1/10	1/9
۲۲۰	بابو عباد اللہ خان صاحب وکیل دھوری ریاست پٹیالہ	1/10	1/9

(باقی آئندہ)

تلاش

میرا لڑکا عبد القیوم عمر ۱۲ سال پتلا وجود۔ رنگ گورا۔ سر پر پشاوری سفید لنگی۔ پاؤں میں دیسی جوتا۔ سست الوجود۔ کان اور دائیں رخسار پر پھوڑے کے نشان۔ ۸ جنوری کو کہیں چلا گیا ہے۔ وزیر آباد تک اس کا پتہ چلتا ہے۔ جہاں سے اس کا ارادہ لاہور جانیکا تھا۔ احمدی احباب سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں اس کو کوئی دوست دیکھے مجھے اطلاع دیں علاوہ ممنون ہونیکے مبلغ پانچ روپیہ بطور شکرانہ پیش کیے جائینگے۔ لاہور وزیر آباد اور دریائی احمدی احباب خاص خیال فرمائیں ۔

[illegible]

مادر اطفال

جب بچہ دانت نکالتا ہے اور اسکے تیز دانت مسوڑوں کو چیرتے ہوئے نکلتے ہیں تو لازمی طور پر بچے کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور دست بخار وغیرہ کے عارضے لگ جاتے ہیں ہم نے اس قدرتی قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دوا "مادر اطفال" نہایت محنت اور تجربہ کے بعد ایجاد کی ہے جس کے گاہ گاہ کھلانے سے دانت نہایت آسانی سے نکل آتے ہیں۔ اور مطلق کوئی تکلیف نہیں ہوتی: بلکہ بچے کی صحت آگے سے کئی گنا اچھی ہو جاتی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک وغیرہ غلط ثابت ہونے پر دگنی قیمت واپس۔

ہومیو یونانی دواخانہ کچہری روڈ ڈام تسر

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ محمد اکبر صاحب سب جج بہادر درجہ سوئم جالندہر

دعویٰ دیوانی نمبر ۱۰۴۷ بابت ۱۹۳۶ء

کاہن سنگھ ولد پنجاب سنگھ ذات جٹ سکنہ موضع لدڑاں تحصیل و ضلع جالندہر

دعویٰ ۱۲/ ۱۱۸ روپیہ

بنام رحماں ولد مولا ذات گوجر سکنہ لدڑاں تحصیل و ضلع جالندہر مدعا علیہم

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۸/۲ بمقام جالندہر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج تاریخ ۱۳/۱ بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

شادی ہو گئی؟ مفرح یاقوتی

آپ جو چیز چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ یہ ہر مرد و عورت کیلئے تریاقی نہایت تفریح بخش۔ دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کرکے دیکھئے۔ اور لطف زندگی اٹھائیے عورتوں اور رحم دل کے پوشیدہ امراض کیلئے یہ ایک اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت خوبصورت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی ہوتا ہے۔ اسکی پانچ روپیہ قیمت سن کر نہ گھبرائیے۔ نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر۔ تریاقی۔ مفرح اجزا مثلاً سونا عنبر۔ موتی کستوری۔ جدوار اصیل یاقوت مرجان۔ کہربا۔ زعفران۔ ابریشم۔ مفرحوں کی کیمیاوی ترکیب۔ انگور۔ سیب وغیرہ میوہ جات کا رس۔ مفرح اور مقوی ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤسا امرا اور معززین حضرات کے بے شمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ کا مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول اور تمام اکابرین ملت احمدیہ تک بھی بفضلہ اسکا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی زہریلی اور نشہ آور شامل نہیں ہے دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں۔ جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جن کو جوانی میں خاص کر زندگی سے لطف اندوز ہونیکی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر خون اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔

پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ میں ایک ماہ کی خوراک

دواخانہ مرحوم علامہ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

مستورات

کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر وہ سینکڑوں علاج معالجہ کرانے کے باوجود ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں تو وہ شفاخانہ رفاہ نسواں کی مالکہ والدہ صاحبہ سید خواجہ علی کی ادویہ استعمال کریں والدہ صاحبہ سید خواجہ علی بے اولاد عورتوں کے علاج میں بہت پرانا تجربہ رکھتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ ہیں بے شمار بے اولاد مایوس عورتیں انکی ادویہ کے استعمال سے خدا کے فضل سے آج کئی کئی بچوں کی مائیں ہیں مکمل دوا کی قیمت ہر حال میں چار روپیہ ہے اندرون ہند محصولڈاک علاوہ ملنے کا پتہ شفاخانہ رفاہ نسواں قریب مکان مفتی محمد صادق صاحب۔ قادیان پنجاب

گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ

اردو شارٹ ہینڈ صرف دس آسان سبق پر اسکیش و نمونہ سبق مفت اردو شارٹ ہینڈ ٹریننگ کالج بٹالہ۔ پنجاب

اشتہار ریاست جودھپور (مارواڑ)

میلہ مویشی بمقام ناگور ریاست ہذا موسومہ میلہ رام دیو جی

ماگھ سدی ۱۲ سمت ۱۹۹۳ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۷ء لغایت پھاگن بدی ۵ مطابق ۲ مارچ ۱۹۳۷ء

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ صوبہ جات دہلی۔ پنجاب یوپی اور راجپوتانہ کے کاشتکاران کی سہولیت کی غرض سے ایک میلہ مویشی بمقام ناگور منعقد کیا گیا ہے۔ ناگور کا پرگنہ بیل کی نسل کے واسطے ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ اور کاشتکاروں کو اعلےٰ قسم کی نسل کا بیل و اونٹ اس میلہ میں بآسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔

ناگور ریلوے اسٹیشن ہے۔ اور ریلوے کی طرف سے گاڑی میں بیل چڑھانے کا معقول انتظام کیا جاوے گا۔ پانی کا تالاب میدان میلہ کے قریب ہے۔ اور عمدہ قسم کا چارہ مقام میلہ پر دستیاب ہوگا۔ بیل پر محصول بجائے تین روپے (۳) کے دو روپیہ (۲) اور اونٹ پر بجائے چھ روپے (۶) کے تین روپیہ (۳) کر دیا گیا ہے سوداگروں کے ٹھہرنے کے واسطے چھولداری کرایہ پر دی جائے گی۔ چوکی پہرہ و خزانہ کا انتظام سرکاری طور پر کیا جاوے گا۔

اعلیٰ قسم کے بیل بچھڑوں کے مالکان کو انعام دیا جاوے گا۔

Mohammad Din (Hon'ble Nawab Khan Bahadur)
Revenue Minister
Government of Jodhpur
22 - 12 - 36

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جالندھر ۱۴ جنوری۔ یونائیٹڈ پریس کے ایڈیٹر مسٹر پی ایس۔ دت نے ایک سرکاری مراسلہ کی اشاعت کے سلسلے میں اپنے نامہ نگار کا نام عدالت میں ظاہر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس پر ایڈیٹر کے خلاف عدالت نے توہین عدالت کے سلسلہ میں کارروائی شروع کر دی تھی اب اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یہ مقدمہ واپس لے لیا گیا ہے۔ مسٹر دت نے اس بنا پر اپنے نامہ نگار کا نام ظاہر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کہ پریس کو یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ اپنے نامہ نگاروں کا نام ظاہر نہ کرے۔

شنگھائی ۱۴ جنوری سیانفو سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تمام غیر ملکی باشندے عملی طور پر باغیوں کی حراست میں ہیں باغیوں نے آمد و رفت کے ذرائع مسدود کر رکھے ہیں اور غیر ملکی لوگوں کو باہر جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے شہر کے دروازوں پر زبردست پہرہ موجود ہے معلوم ہوا ہے کہ دس فوجی افسر چیانگ کیشک کو ملنے کے لئے طیارہ پر جانے ہیں۔ حکومت چین شنسی کے باغیوں کے ساتھ جنگ کئے بغیر انہیں مطمئن کرنا چاہتی ہے۔

روما ۱۴ جنوری۔ باغیوں کے صدر مقام سے وائرلیس پر اطلاع ملی ہے کہ جنرل گرینرنگ جنرل فرانکو کی دعوت پر ہسپانوی کے اہم فوجی مرکز سیلیمنگا جا ... لیکن برلن کی اطلاع ہے کہ یہ خبر بے بنیاد ہے

دہلی ۱۴ جنوری۔ بنگال ناگ پور ریلوے کی ہڑتال کے متعلق تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ صورت حال میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ حکام حتی الامکان ٹرینوں کو باقاعدہ چلانے کی کوشش کر رہے ہیں ذمہ دار حلقوں کا بیان ہے کہ فی الحال مصالحتی بورڈ اور تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کی کوئی امید نہیں۔ کیونکہ حکومت ہند کی طرف سے مسٹر وی۔ وی گری کے خط کا جو جواب موصول ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مصالحتی بورڈ کے قیام سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

بمبئی ۱۴ جنوری۔ مسٹر جناح نے معاہدہ بنگال کے متعلق نمائندہ پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مسٹر عبدالحلیم غزنوی اور مہاراجہ بردوان نے یہ معاہدہ اپنی ذاتی حیثیت میں کیا۔ اور ان کا فریق کا رغلط ہے۔

بیت المقدس (بذریعہ ڈاک) اگرچہ عربوں نے شاہی تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اپنے مطالبات کو پیش کرنا منظور کر لیا ہے۔ لیکن باخبر حلقوں میں اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ عرب پھر ایک بار ہڑتال اور جہاد کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ تجارت درآمد و برآمد کی فہرست کے اعداد و شمار دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں روز بروز شراب کی درآمد کم ہو رہی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندوستانی کم بادہ خوار ہو گئے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں روز بروز زیادہ سے زیادہ شراب تیار ہو رہی ہے۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری سگرٹوں کی تجارت درآمد کے اعداد و شمار دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ تمباکو نوشی کی طرف ہندوستانیوں کا میلان بڑھ رہا ہے ۱۹۳۲ء کے پہلے آٹھ ماہ میں تقریباً ۱۴ لاکھ روپے کے غیر ملکی سگرٹوں کی درآمد ہوئی ۱۹۳۵ء میں تقریباً ۱۸ لاکھ روپے کے سگرٹ اور ۱۹۳۶ء میں تقریباً سوا بیس لاکھ روپے کے غیر ملکی سگریٹ ہندوستان آتے۔

نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی میں یورپین گروپ اور ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈروں نے حکومت کو ایک یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ۲۰ فروری پر ملتوی نہ کیا جائے۔ اسی قسم کے مطالبات متعدد ایسے ممبروں کی طرف سے بھی موصول ہوتے ہیں۔ جن کا تعلق کسی پارٹی سے نہیں۔

بمبئی ۱۴ جنوری۔ آج ڈاکٹر امبیدکر یورپ سے واپس بمبئی پہنچے۔ ملاقات کے دوران میں انہوں نے کہا کہ ابھی تک نئے مذہب کے متعلق انہوں نے فیصلہ نہیں کیا۔ یہ افواہ غلط ہے کہ انہوں نے ایک انگریز عورت سے شادی کر لی ہے۔

دہلی ۱۴ جنوری۔ اخبار "سٹیٹسمین" کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بمبئی کی اس اطلاع میں کوئی صداقت نہیں۔ کہ نواب بھوپال ہندوستان کے بورڈ آف کرکٹ کنٹرول کی صدارت سے مستعفی ہو رہے ہیں۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ برطانیہ سب سے پہلا ملک ہوگا جس کے تمام باشندوں کو زہریلی گیسوں سے بچنے کے لئے نقاب مہیا کئے جائیں گے۔ محکمہ ہوائی کے ایک افسر نے ذاتی طور پر ان نقابوں کا معائنہ کیا ہے۔ جو حال ہی میں ایجاد ہوئے ہیں یہ نقاب ہر ماہ میں ۲۰ لاکھ بنائے جائیں گے۔ اور انگلستان پر حملہ ہونے کی صورت میں ہر شخص کو دئے جائیں گے

لنڈن ۱۴ جنوری "یونائیٹڈ پریس" لکھتا ہے کہ مسٹر ارنسٹ سمپسن نے ایک عورت مسز سنڈرلینڈ کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ بنائے مقدمہ یہ ہے کہ ملزمہ نے لنڈن کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مستغیث سے اس کی بیوی مسز سمپسن کی طلاق کے متعلق بعض خلاف قانون کلمات استعمال کئے تھے۔

لنڈن ۱۴ جنوری معلوم ہوا ہے کہ ڈیوک آف ونڈسر کی مسز سمپسن سے شادی کے لئے ۱۷ جون کی تاریخ مقرر ہوئی ہے

سیلیمنکا ۱۴ جنوری۔ میڈرڈ کے برطانوی سفارت خانے پر بمباری کے خلاف حکومت برطانیہ نے جو احتجاج کیا تھا۔ اس کا جواب باغیوں نے وہی دیا ہے جو ان کے حامی اخبارات دے رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ برطانوی سفارتخانے پر بم باری میں سبقت حکومت کے طیاروں نے کی تھی۔

روما ۱۴ جنوری۔ جنرل گوئرنگ کل رات یہاں وارد ہوا۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مسولینی اور اطالوی وزیر خارجہ کاؤنٹ سیانو کے ساتھ ان تمام مسائل کے متعلق تبادلہ خیالات کرے گا جو جرمنی اور اطالیہ کے درمیان مشترک ہیں اور اس سلسلہ میں اس معاہدہ کا بھی ذکر آئے گا۔ جو برطانیہ اور اطالیہ کے درمیان بحیرہ روم میں آزادی آمد و رفت کے متعلق استوار ہوا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ اطالیہ کی طرف سے جنرل گوئرنگ کو یہ یقین دلایا جائے گا کہ اس معاہدہ سے جرمنی اور اطالیہ کے تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جرمنی اور اطالیہ کے مدبرین کی اس ملاقات میں ہسپانیہ کی خانہ جنگی کا بھی ذکر آئیگا

امرتسر ۱۴ جنوری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۵ آنے ۳ روپے ۱۰ آنے گیہوں چیت ۳ روپے ۹ آنے۔ نخود ۲ روپے ۵ آنے ۹ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک کپاس ۶ روپے ۱۰ آنے روئی ۱۶ روپے ۴ آنے۔ سونا دیسی ۵ ۳ روپے ۱۲ آنے اور چاندی دیسی ۵۱ روپے ۸ آنے ہے

جبل الطارق ۱۴ جنوری باغیوں کے تمام فوجی دستے اسٹی پوناملی ذکی طرف بھیج دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہاں باغی فوج کا مالگا کی طرف پیش قدمی میں شدید مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ سرکاری فوجوں نے اس محاذ پر مدافعانہ حملہ شروع کر دیا ہے۔ اور باغیوں کے مقبوضہ علاقہ میں گھس آئے ہیں۔

بارسیلونا ۱۴ جنوری۔ ایک باغی جنگی جہاز نے ویلنشیا کے نزدیک ساحل پر بم برسائے۔ جس کے نتیجہ میں ۱۰ آدمی زخمی ہوئے۔ ایک سرکاری جنگی جہاز نے بھی آتش اندازی سے باغی جہاز کا مقابلہ کیا

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی